Regd L. No. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دستی رجسٹری نمبر ۵۲۵۴

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

خاص نمبر

روزنامہ

الفضل

لاہور

تار کا پتہ :- الفضل لاہور

فی پرچہ ۱ آنہ

یوم چہار شنبہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ

جلد ۸/۴۳ ۔ ۱۹ ہجرت ۱۳۳۳ ہش - ۱۹ مئی ۱۹۵۴ء ۔ نمبر ۵۵

پاکستان۔ ترکی ثقافتی معاہدہ کی توثیق کے کاغذات کا تبادلہ

کراچی ۱۸ مئی پچھلے سال جون میں پاکستان اور ترکی کے درمیان جو ثقافتی معاہدہ ہوا تھا۔ آج دونوں حکومتوں کے درمیان اس کی توثیق کے کاغذات کا تبادلہ ہوا۔ پاکستان کی نمائندگی وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان اور ترکی کی نمائندگی ترکی سفیر مقیم پاکستان صلاح الدین رفعت نے کی۔

فرانسیسی زخمی قیدیوں کی واپسی کے متعلق دوبارہ بات چیت

ہنوئی ۱۸ مئی۔ آج فرانسیسی ہائی کمان کا ایک وفد ہنوئی سے لوآنگ پرابانگ روانہ ہوگیا۔ جہاں سے فرانسیسی زخمی قیدیوں کی واپسی کے متعلق دوبارہ بات چیت کرنے کے لئے ڈین بن فو جائے گا۔ فرانسیسی وفد ویٹ منہ سے یہ مطالبہ بھی کرے گا۔ کہ فرانسیسیوں کو ڈین بن فو کے ہوائی اڈہ کی مرمت کا کام سپرد کیا جائے۔ تاکہ زخمیوں کو لینے کے لئے اس جگہ بڑے فرانسیسی ہوائی جہاز اتر سکیں۔

"کشمیر کے متعلق ہم بین الاقوامی ذمہ داریاں بعض حالات میں ہی پوری کر سکتے ہیں"

بھارت کی نگاہ میں اس مسئلہ کا پورا پس منظر ہی تبدیل ہوگیا۔ ایوانِ عام میں پنڈت نہرو کی تقریر

نئی دہلی ۱۸ مئی۔ آج ہندوستان کے وزیراعظم پنڈت نہرو نے ایوان عام میں بتایا کہ کشمیر کے متعلق ہندوستان پر جو بین الاقوامی ذمہ داریاں ہیں وہ بعض حالات میں ہی پوری کی جا سکتی ہیں اگر یہ حالات پیدا نہیں ہو سکے تو ظاہر ہے کہ ہندوستان اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکتا۔ پنڈت نہرو نے کہا حال ہی میں پاکستان میں بعض حالات پیدا ہو گئے ہیں جن سے اس مسئلہ کا پورا پس منظر ہی بدل گیا ہے۔ اور ہندوستان کے رویہ میں تبدیلی آگئی ہے۔ انہوں نے کہا اسی وجہ سے وہ ابتدائی امور بھی طے نہیں ہو سکے۔ جن کے متعلق ہندوستان اور پاکستان میں بات چیت ہو رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کا موجودہ تعطل دور ہو بھی سکتا ہے۔ اور نہیں بھی۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہندوستان کے صدر نے بھارت کے آئین کی بعض دفعات کو کشمیر میں نافذ کرنے کے جو احکام صادر کئے ہیں۔ ان سے ان وعدوں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ جو ہندوستان نے اس علاقہ میں رائے شماری کرانے کے متعلق کئے تھے۔ انہوں نے شیخ عبداللہ کی رہائی کے مطالبہ کو بھی رد کر دیا۔ انہوں نے کہا۔ اس سلسلہ میں داخلی صورت حال کے علاوہ اس صورت حال کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ متنازعہ علاقہ کے دونوں جانب ایک دوسرے ملک کی فوجیں ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑی ہیں۔ ہمیں حالات کے پس منظر کو بھولنا نہیں چاہیئے۔ اس وقت گو اس لحاظ سے امن ہے کہ لڑائی نہیں ہو رہی۔ لیکن کسی وقت بھی لڑائی کی آگ بھڑک سکتی ہے۔

پنڈت نہرو نے آج کونسل آف سٹیٹ میں بتایا کہ نہری پانی کے متعلق واشنگٹن میں عالمی بنک اور ہندوستان اور پاکستان کے نمائندوں کے درمیان جو بات چیت ہو رہی ہے ہندوستان اس کے نتائج کا انتظار کئے بغیر بھاکڑہ ننگل پروجیکٹ کے لئے دریائے سندھ کے طاس کا پانی استعمال کرنا شروع کر دے گا۔

مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ امریکہ کی تشریف آوری

لاہور ۱۸ مئی۔ مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے مبلغ انچارج امریکہ مشن جاپان کی مذہبی کانفرنس میں شمولیت کے بعد فلپائن اور انڈونیشیا کے مسلمان راہنماؤں سے ملتے ہوئے آج دہلی سے لاہور پہنچے اور بذریعہ بس ربوہ تشریف لے گئے۔

پاکستان جلد ہی اپنی مصنوعات بیرونی ممالک میں بھیجنی شروع کر دیگا

کراچی ۱۸ مئی کل پاکستان ایوان تجارت وصنعت کے سکرٹری مسٹر ایم۔ اے ہاشمی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان کی صنعتی ترقی اس منزل پر جلد ہی پہنچ جائیگی۔ جب اسے مال کی کھپت کے لئے بیرونی ممالک میں نئی منڈیاں تلاش کرنی پڑیں گی۔ آپ نے کہا پاکستان ایوان تجارت وصنعت نے پاکستان کے صناعوں اور تاجروں کو دمشق کے میلہ میں شرکت کی اجازت دے دی ہے۔ جو ستمبر میں منعقد ہوگا۔ اور اس میں مشرق وسطےٰ کے بیشتر ممالک شرکت کریں گے آپ نے کہا مشرق وسطےٰ کا یہ پہلا میلہ ہے جس میں پاکستان [illegible] لے رہا ہے سیکرٹری نے بتایا کہ میلہ کے بعد پاکستان کے صناعوں اور تاجروں کا غیر سرکاری وفد مشرق وسطےٰ کے ملکوں کا دورہ کرے گا۔ اور جابجا پاکستانی مصنوعات کی نمائش اور فروخت کرے گا۔

وزیر اعلیٰ سرحد پشاور سے کراچی پہنچ گئے

پشاور ۱۸ مئی۔ صوبہ سرحد کے وزیر اعلےٰ سردار عبدالرشید آج پشاور سے کراچی پہنچے آج صبح پشاور سے روانگی سے پہلے آپ نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ آدم جی جوٹ مل کے حادثہ سے صوبہ سرحد کے لوگوں کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ اس قسم کے حادثات پاکستان کے لئے تباہ کن ہیں۔ آپ نے کہا اگر حالات اسی طرح جاری رہے۔ تو ہم کی جدوجہد سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ سب برباد ہو جائے گا۔

کراچی میں کمیونسٹوں کی گرفتاریاں

کراچی ۱۸ مئی۔ آج صبح کراچی پولیس نے قانون تحفظ پاکستان کے تحت چھ کمیونسٹوں کو گرفتار کرلیا۔

مسٹر ہلڈرتھ کی محکمہ خارجہ سے بات چیت

واشنگٹن ۱۸ مئی پاکستان میں امریکہ کے سفیر مسٹر ہلڈرتھ نے جو آجکل واشنگٹن میں ہیں محکمہ خارجہ سے پاکستان اور امریکہ کے تعلقات پر بات چیت *

* شروع کی۔ خیال ہے کہ وہ امریکی فوجی امداد کے پروگرام کے بارہ میں بھی محکمہ خارجہ اور محکمہ دفاع سے بات چیت کریں گے۔ آپ دو ہفتے امریکہ رہیں گے

جنوبی افریقہ میں غیر یورپین ووٹروں کی علیحدہ فہرستیں

کیپ ٹاؤن ۱۸ مئی۔ آج جنوبی افریقہ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں یہ بل منظور کرلیا گیا کہ غیر یورپین ووٹروں کی فہرستیں علیحدہ تیار کی جائیں۔ یہ بل چودہ کے مقابلہ میں ایک سو تریسٹھ ووٹوں سے منظور کر لیا گیا۔

فرانسیسی فوجوں نے بمباری دوبارہ شروع کر دی

ہنوئی ۱۸ مئی۔ فرانسیسی بمباروں نے آج دریائے سرخ کے ڈیلٹا کو جانے والی بڑی سڑک پر پھر بمباری شروع کر دی ہے۔ بمباری شروع کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ ویٹ منہ سے عارضی صلح سے فائدہ اٹھا کر اس سڑک کے راستے ڈیلٹا کی طرف بھاری تعداد میں فوجیں بھیجنی شروع کر دی تھیں۔

ترکی کی نئی کابینہ کا اعلان کر دیا گیا

انقرہ ۱۸ مئی۔ آج ترکی کے وزیر اعظم نے اپنی نئی کابینہ کا اعلان کر دیا۔ کابینہ میں چھ نئے وزیر بھی شامل کئے گئے ہیں۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انتظامی پریس میں طبع کرا کر ۳۰ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر روشن دین تنویر

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں اور دیگر اہل کتاب کے روزوں میں امتیاز

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتٰبِ اَکْلَۃُ السَّحَرِ (مسلم)

ترجمہ: عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے اور دوسرے اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا امتیاز ہے ؂

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فدیہ اس لئے مقرر ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے

ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے۔ تو معلوم ہوا یہ اس لئے مقرر ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے۔ جو توفیق عطا کرتی ہے۔ اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے وہ قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے۔ تو وہ ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے۔ کہ روزہ سے محروم رہ جاتا ہوں۔ تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں۔ اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اس سے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دے گا۔ (ملفوظات)

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کی منظوری تا اپریل ۱۹۵۶ء دی جاتی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

(ایڈیشنل ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

ادرحمہ ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
میاں بشیر محمد صاحب ولد محمد دین صاحب	سیکرٹری امور عامہ
میاں محمد عبداللہ صاحب	امین
شیر محمد صاحب ولد میاں راجہ صاحب	سیکرٹری

بھیرہ ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
میاں گل محمد صاحب	سیکرٹری تبلیغ
ماسٹر محمد فضل الٰہی صاحب	" امور عامہ
ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب	" تعلیم و تربیت
میاں سراج الدین صاحب	" ضیافت

بھلوال ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
سید غلام حسین شاہ صاحب	پریذیڈنٹ و سیکرٹری
"	تعلیم و تربیت
مولوی فضل احمد صاحب	سیکرٹری مال
ڈاکٹر محمد الدین صاحب کریم	" امور عامہ

پھلروان ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
ڈاکٹر محمد دین صاحب	پریذیڈنٹ
عبدالرزاق خانصاحب	سیکرٹری مال

تخت ہزارہ ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
چوہدری رحمت علی صاحب دوکاندار	سیکرٹری مال
ماسٹر نور محمد صاحب	نائب "
ماسٹر محمد حسین صاحب	سیکرٹری تعلیم و تربیت
چوہدری محمد سلیمان صاحب	نائب "

نام	عہدہ
شیخ عنایت اللہ صاحب	سیکرٹری تبلیغ
کریم بخش صاحب	نائب "
شیخ محمد رفیق صاحب خوجہ	سیکرٹری امور عامہ و امیر

چوہڑ آباد ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
چوہدری حیات محمد صاحب ادویر	پریذیڈنٹ
شیخ رشید احمد صاحب	سیکرٹری مال

چک ۲۳ ج سرگودھا

نام	عہدہ
چوہدری فیض احمد صاحب ہلی	پریذیڈنٹ
چوہدری غلام رسول صاحب سندھو	سیکرٹری مال
" غلام احمد صاحب ہنبھار	" امور عامہ و زراعت
" احمد خاں صاحب سندھو	" تعلیم و تربیت
" نذیر احمد صاحب دوکاندار	" تبلیغ و اشاعت
" عبداللہ خانصاحب دوہلہ	" ضیافت

چک ۹۸ شمالی سرگودھا

نام	عہدہ
حوالدار چوہدری شریف احمد صاحب	سیکرٹری مال
چوہدری بشارت احمد صاحب	" تبلیغ
" فتح علی صاحب	" امور عامہ
"	" مساجد
حافظ فتح محمد صاحب قاری	" تعلیم و تربیت
"	امام الصلوٰۃ

چک ۹۹ شمالی سرگودھا

نام	عہدہ
چوہدری عبدالواحد صاحب	پریذیڈنٹ
" غلام احمد صاحب بسرا	جنرل سیکرٹری
" غلام رسول صاحب بسرا	سیکرٹری تبلیغ
شیخ عبدالعزیز صاحب	محاسب
مولوی غلام رسول صاحب فاضل	سیکرٹری تعلیم و تربیت

گھوگھیاٹ ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
ملک غلام حسین صاحب	سیکرٹری مال

قائد آباد ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب	پریذیڈنٹ
عبدالرشید صاحب	سیکرٹری مال

احمد نگر ضلع جھنگ

نام	عہدہ
چوہدری غلام حیدر صاحب	جنرل سیکرٹری و آڈیٹر
قریشی محمد نذیر صاحب	سیکرٹری تعلیم و تربیت
حکیم محمد عبداللہ صاحب	" وصایا
ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب تائیق	" مال
چوہدری علی شیر صاحب	" ضیافت
مولوی ظفر محمد صاحب	" امور عامہ
مولوی ظہور حسین صاحب	" تبلیغ
حکیم میاں محمد عبداللہ صاحب	پریذیڈنٹ
قریشی محمد نذیر صاحب	نائب "

ادرحمہ ضلع سیالکوٹ

نام	عہدہ
میاں خدا بخش صاحب	سیکرٹری مال
شیرعلی صاحب ولد بدرالدین صاحب	" تبلیغ و آڈیٹر
میاں عبدالمجید صاحب	" ضیافت
ماسٹر محمد حیات صاحب	محاسب

روڈہ ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
چوہدری میر محمد صاحب	پریذیڈنٹ
" نور جہاں صاحب	سیکرٹری مال
مولوی غلام نبی صاحب	" تبلیغ

ضروری اعلان

نظارت دعوۃ و تبلیغ نے اخراجات میں تخفیف کی غرض سے بعض دیہاتی مبلغین کو فارغ کر دیا ہے فارغ شدہ مبلغین کو تبلیغ اور جماعتی تعلیم و تربیت کا کافی تجربہ ہے۔ اگر بیرونی جماعتوں کو تعلیم و تربیت کی غرض سے ان اصحاب کی خدمات کی ضرورت ہو تو دفتر ہذا سے خط و کتابت کریں۔

ایسے مبلغین کی فہرست دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

دعائے نعم البدل

عزیز رفاقت احمد ولد چوہدری عطاء اللہ صاحب بعمر سات ماہ بقضاء الٰہی بروز ہفتہ مورخہ ۱۵/۵/۵۶ء بوقت دو بجے دن فوت ہوگیا ہے۔ احباب جماعت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و درویشان قادیان سے دعائے نعم البدل کی درخواست ہے۔ عزیز موصوف مکرم مولوی رحمت علی صاحب سابق انچارج مبلغ انڈونیشیا حال انچارج مبلغین ایسٹ بنگال کا پوتا اور مکرم چوہدری احمد جان صاحب کا نواسہ تھا۔ (سعید احمد فاروقی)

شاہ صدر دین ضلع سرگودھا

نام	عہدہ
محمد الدین صاحب انور بی اے۔	پریذیڈنٹ
مرزا محمود بیگ صاحب	سیکرٹری مال
مرزا مختار احمد صاحب	" تبلیغ

روزنامہ "الفضل" لاہور
مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۵۴ء

انسانی بنیادی حقوق

ایک تو اقوام متحدہ کی انجمن نے انسانی حقوق کی کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس نے انسانی حقوق کا عالمگیر پیمانے پر اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک یورپین انسانی حقوق کی کنونشن بھی وجود میں لائی گئی ہے۔ جس کا ایک اجلاس گذشتہ ستمبر کو سٹراس برگ میں ہوا تھا۔ اس کنونشن میں برطانیہ۔ وفاقی جمہوریہ جرمنی۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ ناروے۔ لکسمبرگ آئرلینڈ۔ یونان بساّر اور آئس لینڈ کے علاوہ اب ہالینڈ بھی شامل ہو گیا ہے۔ اور باقی صرف چار یورپی ممالک رہتے ہیں، جن کے شمول کی امید کی جاتی ہے۔ برطانیہ اور بعض دوسرے ممالک نے اپنی نو آبادیات کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے۔

اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی کے پروگرام سے اس کنونشن کا پروگرام اس لحاظ سے مختلف ہے۔ کہ انسانی حقوق میں سے صرف ان باتوں کو لیا گیا ہے۔ جو کنونشن کے خیال میں قابلِ عمل ہیں۔ اور وہ باتیں چھوڑ دی گئی ہیں۔ جن کی تعمیل قانونی عدالت میں نہیں کی جا سکتی۔ اس کے خیال میں جو باتیں قابل عمل ہیں وہ یہ ہیں:۔ ہر ایک کے لئے (۱) قانون کی حفاظت میں زندگی گذارنے کا حق۔ (۲) مطلق العنان گرفتاری اور بغیر مقدمہ چلائے قید سے آزادی کا حق (۳) اپنی مرضی کے مطابق مذہبی اور سیاسی رائے رکھنے میں آزادی کا حق اور اپنے خیالات کو تقریر و تحریر کے ذریعہ بغیر حکومت کی دخل اندازی کے دوسروں تک پہنچانے کا حق (۴) غلامی اور بیگار سے آزادی کا حق۔ پبلک اجتماع اور انجمن سازی میں آزادی کا حق جس میں ٹریڈ یونین بنانے اور ان میں شامل ہونے کا حق بھی شامل ہے۔ جو اشتراکی اور فسطائی حکومتوں میں ممنوع ہے۔ (۶) جنسی۔ نسلی۔ لسانی۔ مذہبی یا سیاسی یا کسی رائے رکھنے کی بناء پر ان میں سے کوئی حق روکا نہیں جا سکے گا۔

کنونشن کے خیال میں اقوام متحدہ کے اقتصادی۔ معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا دامن بہت وسیع ہے۔ جو اگرچہ عالمگیر معیار کے لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ مگر قانونی عدالت میں ان کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً موزون خوراک۔ لباس اور رہائش کے حقوق۔ ثقافتی زندگی میں حصہ لینے اور معاشرتی حفاظت کے حقوق وغیرہ۔

یورپ کے یہ ممالک اس میں کامیاب ہوں گے یا نہیں یہ الگ سوال ہے۔ لیکن اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے دلوں میں آزادی ضمیر وغیرہ کے جذبات کافی حد تک زندہ ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ انسانی بنیادی حقوق مستحکم ہو جائیں۔ اور ان کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ اس لحاظ سے ان کی یہ سعی و کوشش واقعی قابل تعریف ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں افسوس ہے۔ کہ اسلامی ممالک میں یہ جذبہ ابھی اس حد تک پیدا نہیں ہوا۔ کہ کوئی عملی صورت اختیار کرتا۔ اور زیادہ افسوس اس لئے ہے۔ کہ اسلام ہی پہلا وہ دین ہے۔ جس نے دنیا میں سب سے پہلے ان حقوق کا غیر مبہم الفاظ میں اعلان کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ابھی یورپ اس معیار آزادی سے بہت نیچے ہے۔ جس پر اسلام دنیا کو پہنچانا چاہتا ہے۔

ذیل میں ہم فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے اس ضمن میں ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ فاضل جج فرماتے ہیں:۔

"سورہ الکافرون میں چھ آیات اور تیس الفاظ ہیں۔ اس کی کسی آیت میں چھ سے زیادہ لفظ نہیں ہیں۔ ہر آیت میں انسانی کردار کے ایک ایسے بنیادی پہلو کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو تخلیق کے وقت سے اب تک اس کی جبلت میں ہے۔ جہاں تک لا اکراہ والی آیت کا واسطہ ہے۔ اس کا متعلقہ حصہ صرف نو الفاظ پر مشتمل ہے۔ جس میں نفس انسانی کی ذمہ داری کا قاعدہ اس صحت سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس سے بہتر الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن کریم کے یہ دونوں حصے جو وحی کے ابتدائی دور سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ الگ الگ اور مجموعی طور پر اس اصول کی بنیاد ہیں۔ جسے انسانی معاشرہ نے صدیوں کی مناقشت و منافرت اور خونریزی کے بعد انسان کے سب سے اہم بنیادی حقوق کی تعریف کے لئے اختیار کیا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ ہمارے فضلا اپنے مخصوص فرقے کی محبت کو اسلام سے ہرگز علیحدہ نہیں کرتے۔" (الفضل ۶ مئی ۱۹۵۴ء صفحہ ۵)

اس اقتباس کا آخری فقرہ کہ مشکل یہ ہے۔ کہ ہمارے فضلا اپنے مخصوص فرقہ کی محبت کو اسلام سے ہرگز علیحدہ نہیں کرتے۔ نہایت بامعنی ہے۔ کاش کہ آج کا مسلمان اس پر غور کرے۔

اس ضمن میں ایک معاصر "اسلام پر الزام" کے زیر عنوان اپنے ایک اداریہ میں جو روزنامہ پرتاپ کے ایک لیڈنگ آرٹیکل کے جواب میں جو اس نے ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔

"نہ جانے کیوں ابتدا ہی سے اسلام اور قتل ساتھ ساتھ آئے ہیں۔

بڑے فخر سے لکھتا ہے:۔

"ہمیں ذاتی طور پر علم ہے۔ کہ مہاشہ جی ایڈیٹر پرتاپ۔ ناقل نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ .... اس کے باوجود وہ اسلام اور قتل کو ساتھ ساتھ کہتے ہیں۔ تو اسے بغض کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے! اسلام انسانی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ وہ بلاوجہ کسی انسان کا خون روا نہیں رکھتا۔ اور مسلمانوں کے لئے تو مسلمان کا خون کیا مال تک حرام ہے۔ انہوں نے دانستہ بعض مسلمانوں کے جرم کو اسلام کے سر تھوپنے کی کوشش کی ہے۔ وہ جہاد کو ان معنی میں نہیں لیتے۔ کہ رفع شر بجائے خود نفرت خیز ہے۔ بلکہ وہ جہاد کا مطلب دنیا داری کے لئے "قتل و استہلاک" کے ہنگامے مراد لیتے ہیں۔ ...... اسلام قتل کا حکم نہیں دیتا۔ رفع شر کے لئے رخصت و اجازت دیتا ہے اور اس کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کوئی کاشتکار مقصود فصل میں سے وہ گھاس پھونس نلائی کر کے اکھیڑ دے۔ جو فصل کی تباہی کا موجب ہو سکتا ہے"۔

یہ جواب ہے۔ جو فاضل ایڈیٹر کے خیال میں مہاشہ کرشن جی ایڈیٹر پرتاپ کا منہ بند کر دیگا۔ سچ ہے۔ ع

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

اگرچہ معاصر نے نہایت محتاط الفاظ میں اپنا مافی الضمیر بیان کیا ہے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ کہ مہاشہ کرشن بین السطور نہ پڑھ سکیں۔ خاصکر جبکہ "دفع شر" کو "مقصود فصل میں سے گھاس پھونس نلائی کر کے اکھیڑ دینے" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ اصول نہ تو اسلام کا ہے اور نہ آج کی مہذب دنیا اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے از منہ وسطیٰ میں جو یورپ میں فرقہ وارانہ قتل و غارت ہوئے۔ وہ اسی اصول کی بناء پر ہوتے تھے۔ ہر فرقہ جو برسر اقتدار آتا۔ فصل مقصود میں سے گھاس پھونس نلائی کر کے اکھیڑنے کی کوشش کرتا۔ یہاں تک کہ یورپ کی زمین خونِ بے گناہ سے لالہ زار بن گئی۔ اور جب خدا تعالیٰ سے انسان کا انسان پر یہ ظلم نہ دیکھا گیا۔ تو اس نے قرطبہ کے اسلامی درسگاہوں کے ذریعہ اسلام کا پیغام رحمت کہ لا اکراہ فی الدین ـــ لکم دینکم ولی دین اور من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر ان کے کانوں میں پہنچایا۔ اور یورپ میں مذہبی اختلاف پر ظلم و ستم کا دور ختم ہوا۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ جب مغرب ہماری ہی چیز کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو اسکو پہچان نہیں سکتے۔ اور اگر قرآن کریم سے اس کو دکھایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ آیات ہی منسوخ ہو چکی ہیں۔ اللہ اللہ!

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور مسیح کی آمدِ ثانی کا تصوّر

— محمد شفیع اشرف —

(۵)

حیاتِ مسیحؑ کے عقیدہ کی ایک وجہ

دراصل اسلام کی ترقی اور عروج کے زمانے میں جب مختلف قومیں گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ تو ان میں عیسائی لوگ بھی تھے۔ جو اپنے فطری تقاضے کے ماتحت ابھی تک پرانے خیالات چھوڑ نہیں سکے تھے۔ گو اسلام کو انہوں نے سچا اور برحق جان کر ہی تسلیم کیا تھا۔ لیکن پرانے خیالات اور قدیم عقائد جو ان کے دلوں اور ذہنوں میں راسخ ہو چکے تھے۔ ان میں یک لخت انقلاب اور تبدیلی آ جانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جہاں تک اصول کا تعلق تھا وہ لوگ جلد ہی سمجھ گئے تھے . . . .

. . . .

. . . لیکن جہاں تک عام فروعات اور تفصیلات کا سوال ہے۔ اب تک ان کے دماغ میں وہی قدیم خیالات موجود تھے۔ اب بے شک ان لوگوں کے دلوں سے حضرت عیسےٰ کی بے جا محبت جو غلو و اطرا کی وجہ سے تھی۔ ختم ہو چکی تھی۔ لیکن پھر بھی اسلام میں جہاں جہاں ان کا ذکر آیا۔ وہاں ان میں سے بعض نے تو اپنی غلط فہمیوں کی بناء پر اور اندھی عقیدت کی وجہ سے اور بعض نے فی الحقیقت فتنہ و فساد کی غرض سے ان مقامات پر بے جا حاشیہ آرائی شروع کر دی تھی کہ بعض مسلمان مفسرین قرآن بھی اسی رَو میں بہہ گئے۔ اور اسرائیلی قصے کہانیوں کو خدائی نوشتے سمجھ کر انہوں نے برملا یہ لکھنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آج تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور وہی اصلاحِ امتِ محمدیہ کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور یوں نزولِ مسیح اور ظہورِ مہدی وغیرہ کی پیشگوئیوں کو انہوں نے مسیح ناصری کے دوبارہ ظہور کی شکل پر چسپاں کیا۔

اس ساری بحث سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ جہاں اسلام میں فتنوں کی خبر دی گئی ہے وہاں ان فتنوں کے ازالہ کے لئے بھی ایک موعود کی پیشگوئی تھی۔ فی الحقیقت اس سے مراد ایک ایسا انسان تھا۔ جو حضرت مسیح ناصری کی صفات سے متصف ہو کر اس دنیا میں نازل ہوتا۔ کیونکہ حضرت مسیح ناصری خود تو اس دنیا میں دوبارہ نہ آ سکتے تھے۔ لیکن نصاریٰ کی روایات کے زیرِ اثر جنہیں بعض علماء کہلانے والے لوگوں نے بھی زیبِ داستان کے لئے اپنی کتابوں میں نقل کر لیا۔ امت کے ایک طبقے میں نزولِ مسیح کے ساتھ ساتھ حیاتِ مسیح کا تصور بھی قائم ہو گیا۔ اور اس موعود کی آمد سے مراد مسیح ناصری کی ہی آمدِ ثانی لے لی گئی۔

علماءِ امت کی تحریرات کہ مسیح ضرور نازل ہوگا

اب ہم ذیل میں بعض ایسے حوالے درج کرنا مناسب خیال کرتے ہیں جس سے ہمارے بیان کی تصدیق ہو۔ اور یہ اندازہ لگا لیا جاوے کہ کس طرح امت میں یہ خیال راسخ ہو چکا تھا۔ اور عقائد میں داخل ہو کر ایک خاص اہمیت کا حامل تھا۔ بے شک اس مطلب کے لئے ہمیں سینکڑوں اور بھی حوالے مل سکتے ہیں۔ اور یہ بات اتنی متداول ہو چکی ہے۔ کہ اس کے لئے مزید کسی حوالہ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ لیکن تاہم بطور نمونہ مشتے از خروارے بعض حوالہ جات کا درج کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ نیز اس سے ہمارے قارئین کو یہ موازنہ کرنے کا بھی کسی قدر موقعہ مل جائیگا کہ آج دنیا میں کیوں اس مسئلہ کی اہمیت سے انکار کیا جا رہا ہے۔ اور قرآن و حدیث کی اس پیشگوئی کو محض وہم قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ اتنے بڑے بڑے جید علماء اس کے برعکس خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور وہ صاف کہہ گئے ہیں کہ اس امت میں ایک موعود کی آمد کا عقیدہ برحق اور درست ہے اور لازم ہے کہ مخبر صادق علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق وہ موعود آ کے۔

(۱) حضرت امام ابو حنیفہؒ "فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:-

> خروج الدجال و یاجوج و ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسےٰ علیہ السلام من السماء و سائر علامات یوم القیامۃ علیٰ ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کائن (بحوالہ مسلم پاکٹ بک ص۳۲۴)

(۲) علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر جلد ۹ ص۱۲۵ میں لکھتے ہیں

> "قد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلعم انہ اخبر بنزول عیسےٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ"

(۳) امام نوویؒ شرح مسلم جلد ۲ ص۴۰۳ میں لکھتے ہیں:-

> "نزول عیسیٰ و قتلہ الدجال حق صحیح عند اھل السنۃ الاحادیث الصحیحۃ فی ذالک و لیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ"

(۴) اسی طرح امام ابن عربیؒ کی کتاب فتوحات مکیہ صفحہ ۷۳ میں ہے:-

> "انہ لاخلاف انہ ینزل فی آخر الزمان"

کہ اس امر میں کوئی انکار نہیں کہ حضرت عیسےٰ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے

(۵) ایک اور جگہ امام ابن عربیؒ لکھتے ہیں۔

> ان عیسیٰ علیہ السلام . . . . ینزل فی ھذہ الامۃ فی آخر الزمان و یحکم بشریعۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

(فتوحات مکیہ جلد ۲ ص۱۲۵)

(۶) اقتراب الساعۃ ص۲۲۳ میں نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

> "اہل صحیحین میں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہیں ذکر نزول عیسےٰ علیہ السلام کا بیان اور خروج دجال کا بھی آیا ہے۔ سو اس میں کسی طرح کا محل کسی شبہ کا نہیں"

(۷) موجودہ زمانے کے ایک مشہور مولوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی کے ص۹۴ پر لکھا۔

> "اس بات پر کل امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ عیسےٰ ابن مریم بعینہ و بشخصہ . . . . آسمان سے حسب پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتریں گے۔ اور ظاہر ہے کہ نزول جسمی بعینہٖ بغیر اس کے کہ رفع جسم بحالت زندگی مانا جائے ممکن نہیں لہٰذا بڑے زور سے ہم کہتے ہیں کہ کل امت کا جیسے کہ نزول مذکور پر اجماع ہے۔ ایسا ہی حیات مسیح عند الرفع پر بھی یعنے آسمان کی طرف اٹھایا جانے کے وقت مسیح کی حیات پر سب کا اتفاق ہے"

(۸) مولوی محمد مسلم صاحب عثمانی جنہوں نے بڑی شد و مد سے احمدیت کے خلاف ایک کتاب بنام "مسلم پاکٹ بک" تحریر کی ہے۔ اور جس میں انہوں نے اثبات مسیح کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ وہ اپنی کتاب صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں:-

> "مسلمانوں کا عقیدہ حیات مسیح اور رفع جسمانی اور نزول آسمانی کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کثیرہ متواترہ اور اجماع امت پر مبنی ہے"

اسی کتاب کے ص۹ پر وہ یوں لکھتے ہیں کہ

> "مسلمانوں اور نصاریٰ کا ان دو باتوں پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ قیامت سے پہلے بعینہٖ آسمان سے اتریں گے"

جماعت اسلامی کے امیر سید ابو الاعلیٰ مودودی نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے اسی قسم کے ایک سوالنامہ کے جواب میں جو بیان اولِ عدالت کیا اس میں انہوں نے بایں الفاظ تسلیم کیا کہ

> "مسیح علیہ السلام کا نزول ثانی مسلمانوں کے درمیان ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اور اس کی بنیاد قرآن حدیث اور اجماع امت پر ہے۔ قرآن میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں ہے مگر دو آیتیں ایسی ہیں جن سے اس کا اشارہ نکلتا ہے اور بکثرت مفسرین نے ان کا یہی مطلب لیا ہے کہ مسیح علیہ السلام آخری زمانہ میں دوبارہ آئیں گے . . الی آخر"

(منقول از روزنامہ زمیندار مورخہ ۵ رمئی ۱۹۵۴ء ص۲ جلد ۴۲ نمبر ۵۷)

اسی تسلسل میں وہ لکھتے ہیں۔

> "یہ بات یقینی ہے اور اسمیں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کی ضرور خبر دی ہے۔ یہ بات خواہ کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ مگر یہ امر واقعہ کہ حضور نے ایسی خبر دی ہے ناقابل تردید شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایسی شہادتوں کو بھی رد کیا جا سکتا ہے۔ تو پھر دنیا کا کوئی تاریخی واقعہ بھی قابل قبول نہیں" (ایضاً)

یہ چند حوالے اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ قطع نظر اسکے کہ مسیح ناصری زندہ ہیں یا مردہ وہی آئیں گے یا ان کا کوئی مثیل۔ لیکن یہ ضرور مسلم ہے کہ امت میں ایک شخص کا ضرور وعدہ دیا گیا ہے۔ اور نزول مسیح موعود کے متعلق تمام امت متفق ہے۔ اور ان سب کے نزدیک اسلام کی نشأۃ ثانیہ اسی مسیح کی آمد ثانی سے وابستہ ہے۔ اور اب ان دونوں امور کا یوں چولی دامن کا ساتھ ہے کہ جب کبھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے متعلق کسی کے ذہن میں کوئی خیال پیدا ہو تو لازماً مسیح کی آمد ثانی کا تصور بھی اسکے

ہالینڈ کے وزیر اعلیٰ۔ وزیر تعلیم اور دیگر ممتاز اصحاب کی خدمت میں قرآن مجید کے ڈچ ترجمہ کی پیشکش

(از مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر انچارج ہالینڈ مشن)

ملکہ ہالینڈ کی خدمت میں قرآن مجید پیش کرنے کے بعد ولندیزی حکومت کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر ڈریس کی خدمت میں بھی ایک کاپی پیش کرنے کی تجویز کی گئی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا پیغام سبھی کے لئے ہے۔ اس میں کسی بڑے یا چھوٹے انسان کی کوئی تخصیص نہیں۔ کلام خدا کے آگے ہر کس و ناکس کو سرنگوں ہونا ہے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں درخواست کی گئی۔ کہ ہم احمدیہ مسلم مشن ہالینڈ کی طرف سے ڈچ ترجمہ قرآن مجید کی ایک کاپی حاضر ہو کر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر صاحب موصوف نے ہمیں اجازت مرحمت فرمائی۔ خاکسار اور مولانا ابوبکر صاحب فاضل دونوں وقت مقررہ پر وزیر اعظم کے دفتر میں حاضر ہوئے۔ آداب و سلام کے بعد قرآن مجید ان کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے انہوں نے نہایت ہی ادب سے اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اور کھول کر اس کی خوبصورت چھپوائی کی تعریف کی۔ اور فرمایا۔ کہ مسلمان اپنی کتاب کی بہت قدر کرتے ہیں۔ اور اسے نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو کہ نہایت ہی قابل تعریف امر ہے۔ اس کے بعد چند منٹ تک ہماری جدوجہد کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ مسجد کی تعمیر کے متعلق بھی دریافت فرمایا۔ کہ کب تک تیار ہو گی۔ پھر ہم نے ان کی خدمت میں علاوہ دیگر کتب و رسالہ جات کے جو ہالینڈ مشن کی طرف سے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اسلام کا اقتصادی نظام جو جرمن میں چھپ چکا ہے۔ کی ایک کاپی پیش کی۔ جسے دیکھ کر فرمانے لگے۔ کہ میں پاکستان اور انڈونیشیا کے ممالک کے متعلق اکثر غور کیا کرتا ہوں۔ کہ وہ کس قسم کا نظام اپنے لئے پسند کریں گے۔ اور آیا اسلامی نظام موجودہ حالات میں قابل عمل بھی ہو گا۔ یا نہیں؟۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ اس کتاب میں اس امر پر نہایت ہی وضاحت سے بحث کی گئی ہے۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ اس وقت اسلام کا اقتصادی نظام ہی ان کی رہنمائی کا موجب ہو گا۔ جناب وزیر اعظم نہایت ہی تپاک سے ملے۔ اور قریباً پندرہ منٹ تک ہمارے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔ پھر آپ نے اس گرانقدر تحفہ پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ اور ہم نے بھی مشن کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے ہمیں اپنے قیمتی وقت کا ایک حصہ عطا فرما کر ہماری بہت عزت افزائی کی ہے۔ اس کے بعد ہم ان سے رخصت لیکر روانہ ہوئے۔ محترم وزیر اعظم دروازہ تک ہمیں رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے۔

وزیر تعلیم

وزیر تعلیم کی خدمت میں بھی درخواست کی گئی۔ کہ ہم مشن کی طرف سے ان کی خدمت میں قرآن مجید کے ڈچ ترجمہ کا ایک نسخہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ان کی طرف سے ہمیں وقت دیا گیا۔ چنانچہ خاکسار اور مولوی ابوبکر صاحب فاضل ان کی خدمت میں پہنچے ہم نے ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ایک خط بھی لکھا ہوا تھا۔ جس کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

"ہالینڈ میں عام طور پر طلباء کو جو کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں اسلام کے متعلق بہت سی ایسی باتیں بیان کی ہوئی ہیں۔ جو کہ حقیقت میں اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتیں۔ مثلاً یہ کہ اسلام مذہب کی جبر و اکراہ کے ذریعہ اشاعت کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیتا ہے۔

سکولوں کا مقصد تو دراصل طلباء کو صحیح علم دینا ہے۔ تا کہ وہ بڑے ہو کر اس علم سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ نہ کہ انہیں ایسی باتیں بتلانا کہ جن کی وجہ سے وہ بعد میں فائدہ کی بجائے نقصان اٹھائیں۔ لہٰذا ہماری یہ درخواست ہے۔ کہ ازراہ کرم سکولوں میں تاریخ و جغرافیہ کی جو کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ ان پر نظر ثانی فرما کر ان لایعنی باتوں کو ان سے نکال دیا جائے۔ تا کہ ہالینڈ کے طلباء بڑے ہو کر اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے متعلق متعصبانہ جذبات نہ رکھیں۔ جو کہ عالمگیر برادری کی جدوجہد کے خلاف ہو سکتے ہیں۔

ہمارا یقین ہے۔ کہ اگر آپ کے ذریعہ ایسا ہو گیا۔ تو اس سے آپ صرف مسلم دنیا پر ہی احسان کرنے والے ثابت نہیں ہوں گے۔ بلکہ اہل ہالینڈ پر بھی۔ کیونکہ وہ بھی اس سے صحیح علم سیکھ کر زیادہ فائدہ حاصل کریں گے۔ اور اپنی علمی شہرت کو برقرار رکھنے والے ہوں گے۔

ہم جناب عالی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ہمیں یہ موقع عطا فرمایا۔ کہ ہم آپ سے ملاقات کر سکیں"

محترم وزیر تعلیم سے تعارف کرنے کے بعد ان کی خدمت میں پہلے قرآن مجید پیش کیا گیا۔ جسے انہوں نے نہایت ہی ادب سے قبول کیا۔ یہ فرماتے ہوئے کہ میں وزارت تعلیم کی طرف سے اس تحفہ کو قبول کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم نے اپنا خط پڑھ کر سنایا۔ جسے انہوں نے نہایت دلچسپی سے سنا۔ اس کے بعد آپ قرآن مجید کی اشاعت اور ہمارے مشن کی جدوجہد کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ نیز فرمایا۔ کہ یہ ترجمہ ہمارے ملک میں ایک قابل قدر ادبی اضافہ ہے۔ خاکسار نے گذشتہ سال کے آخر میں ایک کمیٹی کی درخواست پر قرآن مجید کے متعلق ایک چھوٹا سا مضمون لکھ کر دیا تھا۔ جو کہ سکولوں کے طلباء کے لئے ایک چھوٹی سی کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا تھا۔ اس گفتگو کے دوران میں وزیر تعلیم نے اس کا بھی ذکر فرمایا۔ کہ انہوں نے وہ مضمون پڑھا ہے۔ اور نہایت ہی اچھا مضمون ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ اس قسم کے رسالہ جات اگر زیادہ شائع کئے جائیں۔ تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ پھر آپ نے ہمارے خط کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمیں یقین دلایا۔ کہ وہ اس طرف خاص توجہ فرمائیں گے اور کوشش کریں گے۔ کہ سکولوں کے انسپکٹران کے ذریعہ اساتذہ کو اس امر کی طرف توجہ دلائیں۔

قریباً نصف گھنٹہ کی گفتگو کے بعد ہم ان کا شکریہ ادا کر کے ان سے رخصت لیکر واپس آئے۔

میئر آف روٹرڈم

روٹرڈم بہت بڑا شہر ہے۔ اور ہیگ سے قریب ہونے کی وجہ سے ہمارے مشن کی جدوجہد کا بھی مرکز ہے۔ اس لئے ہم نے اس شہر کے میئر کی خدمت میں بھی قرآن مجید کا تحفہ پیش کرنے کی تجویز کی۔ چنانچہ ان سے بھی وقت لیکر ان کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ گرانقدر تحفہ پیش کیا گیا۔ صاحب موصوف نے اس پر بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ اور بہت پسند فرمایا۔ اس کے بعد دس بارہ منٹ تک ہمارے مشن کے کام کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ اور مسجد کی تعمیر کے متعلق بھی دریافت فرمایا۔ کہ کب تک مکمل ہو گی۔ اس کے بعد خاکسار نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور رخصت لیکر واپس آیا۔

میئر آف دی ہیگ کی خدمت میں بھی قرآن مجید کا ایک نسخہ پیش کیا گیا۔ ہم نے قرآن شریف پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ "ہم ڈچ ترجمہ قرآن کا یہ تحفہ آپ کی خدمت میں مسلمانان ہیگ اور دیگر اہالیان ہیگ کے درمیان برادرانہ تعلقات کی نشانی کے طور پر پیش کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ کہ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ہمیں یہ موقع عطا فرمایا ہے۔"

صاحب موصوف نے کھڑے ہو کر قرآن مجید کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اور نہایت ہی احترام سے اسے کھول کر دیکھنے لگے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ انہیں قرآن مجید کے پڑھنے کا شوق ہے۔ پہلے بھی ان کے پاس ایک انگریزی ترجمے کی کاپی ہے۔ مگر اسے اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ اب ڈچ ترجمہ کے ذریعہ بہتر سمجھ سکیں گے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ وہ قرآن مجید کو توجہ کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کریں گے۔ پھر ہمارے مشن کی جدوجہد اور مسجد کی تعمیر کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ اور ہمارا بہت شکریہ ادا کیا۔ کہ ہم نے ان کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا ہے۔

ایمسٹرڈم ہالینڈ میں بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ملک کا دارالخلافہ ہے۔ اسی لئے اس شہر کے میئر کی خدمت میں بھی قرآن مجید کا پیش کرنا ضروری خیال کیا گیا۔ چنانچہ ان سے وقت لیکر خاکسار ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس شہر کے میئر نہایت ہی خوش مزاج اور ملنسار انسان ہیں۔ اس سے قبل بھی میرا ان سے تعارف تھا۔ مگر دیر سے ان سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ لہٰذا اب جب انہوں نے مجھے دیکھا۔ تو بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ پھر جب ان کی خدمت میں قرآن مجید کی ایک کاپی پیش کی گئی۔ تو اس پر بہت ہی خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ ہم نے یہ تحفہ پیش کر کے ان کی بہت ہی عزت افزائی کی ہے۔ کافی دیر تک کھڑے کھڑے کتاب کو دیکھتے رہے۔ پھر فرمانے لگے۔ کہ وہ اس قابل احترام کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھیں گے۔ اور یہ کہ دوسری کتب پر ترجیح دیتے ہوئے ایسا کریں گے۔ اس کے بعد انہیں نیا شائع ہونے والا کچھ مزید لٹریچر پیش کیا گیا۔ جسے انہوں نے بہت ہی خوشی سے قبول فرمایا۔ پھر آپ ہمارے مشن کی سعی اور کامیابی کے متعلق دریافت فرماتے رہے۔ پندرہ منٹ کے بعد میں جب رخصت لینے لگا۔ تو یہ کہتے ہوئے مجھے روک لیا۔ کہ آپ دو سال کے بعد آئے ہیں۔ اس لئے کچھ عرصہ اور ٹھہریئے۔ پھر دیگر امور کے متعلق دریافت فرماتے رہے۔ قریباً نصف گھنٹہ تک یہ ملاقات جاری رہی۔

آخر میں خاکسار نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے خاکسار کو اتنا وقت عطا فرمایا۔ پھر خاکسار ان سے رخصت لیکر روانہ ہوا۔ اور صاحب موصوف باہر کے دروازہ تک ساتھ تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ اگر ایمسٹرڈم میں کسی چیز کی ضرورت ہو۔ تو وہ مدد کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔

انڈونیشین سفیر کی خدمت میں بھی خاکسار اور مولوی ابوبکر صاحب فاضل قرآن مجید پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ محترم سفیر صاحب نہایت ہی تپاک سے ملے۔ اور پندرہ بیس منٹ تک مختلف امور کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ ولندیزی اکابرین کی خدمت میں قرآن مجید۲

۲ کے ڈچ ترجمہ کو پیش کرنے کی خبر ہالینڈ کے مختلف اخباروں میں شائع ہوئی۔

احرار شرافت کی حدود سے نکل گئے ہیں وہ احمدیوں کے خلاف تشدد پر ابھارنے کے ذمہ دار ہیں (میاں انور علی ڈی۔ آئی۔ جی)

اگر ہم ان جاہل لوگوں کو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے سے باز نہیں رکھتے تو اللہ ہی ہمارا حافظ ہے (ہوم سیکرٹری)

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا پہلا باب!

(گذشتہ سے پیوستہ)

فرقہ وارانہ پروپیگنڈا!

یہ مراسلہ موصول ہونے پر میاں انور علی ڈی۔ آئی۔ جی (سی۔ آئی۔ ڈی) نے یکم اکتوبر ۱۹۵۱ء کو اس وقت کی مذہبی فرقہ وارانہ صورت حال کے بارے میں ذیل کا نوٹ قلمبند کیا:۔

(۱) "احرار شرافت کی حدود سے نکل گئے ہیں۔ اور احمدیوں کے خلاف مذہبی توہین والے حملے کر رہے ہیں۔ وہ احمدیوں کے خلاف تشدد پر ابھارنے کے ذمہ دار ہیں۔ اوکاڑہ میں ایک احمدی اسی کشیدگی کے باعث مارا گیا۔ جو احرار کی تقریروں کے بعد پیدا ہوئی۔ اوکاڑہ کے ایک نواحی گاؤں میں احمدی مبلغوں کی راہ روک کر ان کا منہ کالا کر دیا گیا۔ راولپنڈی میں ایک احمدی کو مار ڈالا گیا۔ لیکن یہ واضح طور پر ثابت نہیں ہو سکا۔ کہ یہ قتل فرقہ وارانہ تھا یا نہیں۔ سمندری میں احمدیوں کی ایک مسجد کو جلا کر راکھ کر ڈالا گیا۔ تین سال ہوئے پاکستان آرمی میڈیکل کور کے ایک نوجوان ڈاکٹر پر جو احمدی تھا۔ کوئٹہ میں حملہ کر کے اسے پتھر مار مار کر مار ڈالا گیا تھا۔ اس سارے تشدد کی ذمہ داری احرار پر عائد ہوتی ہے"۔

(۲) "صوبہ کے مختلف حصوں میں شیعہ سنی اختلافات کی اطلاعیں ملی ہیں۔ تاہم شاہ پور کا نجرہ کا واقعہ جہاں تین سالہ بچے اور ایک عورت کو مار ڈالا گیا پہلا واقعہ ہے۔ جہاں شیعہ فرقہ وارانہ تشدد کے شکار ہوئے۔

(۳) گوجرانوالہ میں سنیوں اور وہابیوں میں فرقہ وارانہ کشیدگی موجود تھی۔ اختلافات کا آغاز اس بات پر ہوا۔ کہ رمضان میں کتنی تراویح پڑھنی چاہئیں"۔

(۴) فوری مسئلہ احرار سے نپٹنے کا ہے۔ انہیں تنبیہہ پہلے ہی کر دی گئی ہے۔ تو تجویز ہے کہ اگر تنبیہ کارگر نہ ہو۔ تو سخت کارروائی کی جائے۔ حکومت کو شیعہ سنی تعلقات بہتر بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے"۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر قربان علی خان آئی۔ جی نے ۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو حسب ذیل نوٹ لکھا:۔

سختی کی ضرورت

"آج صبح ایک اور حوالہ پر میں نے ڈی۔ آئی۔ جی (سی۔ آئی۔ ڈی) کو مشورہ دیا ہے کہ اگر احرار بار بار کی تنبیہہ کے باوجود اشتعال انگیز تقریریں کرنے سے باز نہیں آتے۔ تو مقامی حکام ان کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کریں۔ اس بارے میں ذرا بھی شک نہیں کہ فرقہ وارانہ مذہبی پروپیگنڈا کرنے والے تمام افراد اور جماعتوں سے اب سختی سے سلوک کرنا حکومت کے لئے لابدی ہے"۔

اس مرحلے پر مذہبی فرقوں کے تنازعات اور زیادہ گھناؤنی صورت اختیار کر گئے۔ کئی مقامات پر شیعہ سنی اختلافات ظاہر ہوئے اور ترقی پانے لگے۔ کرشن نگر لاہور میں ایک امام باڑے کی تعمیر پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی طرح "بھکر" میں تعزیہ کے جلوس پر نقض امن کے شدید خطرے کی اطلاع موصول ہوئی۔ شاہ پور کانجرہ لاہور سے سات میل دور ایک موضع ہے۔ وہاں شیعہ سنی فساد ہوا جس میں دو شیعہ افراد، ایک عورت اور ایک تین سالہ بچہ مارے گئے۔ یہ تنازعات حکومت کے علم میں آئے۔ تو ہوم سیکرٹری مسٹر احمد علی نے ۹ ستمبر ۱۹۵۱ء کو ذیل کا نوٹ لکھا:۔

"موجودہ حکومت کی پالیسی واضح کر دی گئی ہے لیکن اب یہ کام ضلعے کے عام رہنماؤں کا ہے۔ کہ وہ اس قسم کے مذہبی جنون کی روک تھام کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کریں۔ ہمارے پیش نظر ایسے کام ہیں۔ جو کہیں زیادہ ضروری ہیں۔ اور ہم اپنے لوگوں کو کبھی اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔ کہ وہ اپنے آپ کو مذہبی جھگڑوں میں برباد کر ڈالیں۔ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ "نقش دیوار" کی طرح نظر آتا ہے۔ اگر ہم ان جاہل لوگوں کو ایک دوسرے کا گلا کاٹ کر اپنے دشمنوں کو راحت اور خوشی پہنچانے سے باز نہیں رکھتے۔ تو اللہ ہی ہمارا حافظ ہے"۔

صورت حال کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد چیف سیکرٹری نے ۳ نومبر ۱۹۵۱ء کو پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں کے نام حسب ذیل ڈی ساد مراسلہ نمبر ۵۳۱۲/۵۱-۷۵-ڈی لکھا

(۱) "مجھے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ حکومت کے علم میں متعدد ایسے واقعات آئے ہیں۔ جن میں مختلف فرقوں کے مسلمان افراد نے ایک دوسرے کے خلاف ایسا قابل اعتراض پروپیگنڈا کیا ہے۔ جو ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح کرے۔ اور بسا اوقات ذاتی تشدد پر اترنے پر منتج ہوا ہے۔ اس قسم کی افسوسناک مثالیں شیعہ سنی اختلافات اور احمدی احرار تنازع میں ملتی ہیں۔ یہ بھی الزام لگایا گیا ہے۔ کہ بعض اوقات بعض مقامی افسر بھی اس افتراق میں کسی ایک فریق کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ یہ فرقہ وارانہ اختلافات صوبہ میں بے چینی کا سبب ہیں۔ اور نظم و نسق کے ذمہ داروں کے لئے بڑی تشویش کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ حکومت کا خیال ہے کہ ہر چند کسی گروہ یا فرقہ کے اس جائز حق پر اس کے بارے میں کوئی ناروا پابندی نہیں لگنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مذہبی عقائد پر عمل کر سکے اور نہ مختلف الخیال افراد میں کسی قسم کا امتیاز رکھا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے۔ کہ مذہبی تنازعات کو ہوش مندی کے حدود کے اندر رہنے دیا جائے۔ اور اس حد تک نہ بڑھنے دیا جائے جہاں اس سے امن عامہ کے لئے خطرہ پیدا ہونے کا امکان ہو۔ اس لئے حکومت ہدایت کرتی ہے کہ جارحانہ یا جنگجویانہ مذہبی فرقہ واریت کو ہمیشہ سختی سے دبایا جائے۔

(۲) حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ:۔

(ا) اشتعال انگیز فرقہ وارانہ تقاریر یا طرز عمل کے باعث جہاں کہیں فساد کا اندیشہ ہو۔ وہاں مقامی افسروں کو سخت کارروائی کرنی چاہیئے۔ اس غرض کے لئے انہیں ایسے انتناعی احکام کی دفعات کو بروئے کار لانا چاہیئے۔ جو موجودہ قانون میں مذکور ہیں۔

(ب) اگر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ کسی مقامی عہدیدار کا دامن ایسے معاملات میں شرکت سے ملوث ہے۔ اور تحقیقات سے پتہ چلے۔ کہ اس نے کسی جماعت کے ساتھ مل کر فساد برپا کرنے کی سعی کی ہے۔ تو اس کے خلاف بھی سخت کارروائی کی جائے۔

(ج) اضلاعی حکام مذہبی جنون کے خلاف اور اسلامی تعلیم کے مطابق مذہبی رواداری کی حمایت میں نشر و اشاعت کے لئے مقامی عوامی تنظیموں کی امداد اور تعاون حاصل کرنے کی کوشش کریں"۔

اس مراسلہ کی ترسیل کے ایک ہفتے کے اندر سپرنٹنڈنٹ پولیس لائل پور نے ۱۰ نومبر ۱۹۵۱ء کے لاسلکی پیغام میں اطلاع دی۔ کہ لائل پور میں احمدیوں نے سیرۃ النبیؐ پر ایک جلسہ کیا جسے احرار نے درہم برہم کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں جماعتوں میں تصادم ہو گیا۔ اور فریقین کے متعدد افراد زخمی ہو گئے۔

اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں ۲۴ اور ۲۵ نومبر ۱۹۵۱ء کو احرار کی ایک کانفرنس کے انعقاد کا اعلان ہوا۔ جسے صوبہ کانفرنس یا ختم نبوت کانفرنس یا دفاع کانفرنس کا نام دیا گیا تھا۔ پولیس کے مقامی افسروں نے اس کانفرنس پر پابندی لگانے کا مشورہ دیا۔ جو وزیر اعلیٰ نے مان لیا۔ اس دوران میں ڈپٹی کمشنر مرد حیم کا احرار سے سمجھوتہ ہو چکا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے

درخواست دُعا

خاکسار کے والد صاحب تقریباً ایک ماہ سے بعارضہ بخار بیمار رہیں۔ اور تا حال کوئی افاقہ نہیں ہوا احباب جماعت اور صحابہ کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

دعا کا خواستگار بشیر احمد جالندھری — لاہور چھاؤنی

اہالیان ربوہ کیلئے ضروری اطلاع

میں اعلان ہذا کے ذریعہ اہالیان ربوہ کو آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آئندہ میرے کسی بھی ہاکر یا ملازم کو بغیر میری واضح تحریر کے کوئی رقم ادا نہ کی جائے۔ اگر کوئی شخص یا شعبہ میرے اس اعلان کے بعد بغیر میری واضح تحریر کے رقم ادا کریگا۔ تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ اطلاعاً عرض ہے۔

نوٹ: سابقہ ادائیگیوں کی اطلاع آخر مئی تک تحریری طور پر مجھے ہو جانی چاہیئے ورنہ میں ذمہ دار نہ ہوں گا۔

خاکسار:— رشید احمد

رشید نیوز پیپر ایجنسی در رشید بوٹ ہاؤس ربوہ

آئی جی نے لکھا تھا کہ احرار اگر باز بھی آجائیں تو بخاری جنہیں بس احمدیوں کو گالی بکنا ہی آتا ہے باز نہیں رہ سکیں گے

صرف جلسہ کی اجازت دے دی گئی۔ [illegible] کہ [illegible] نے [illegible] کیا کہ اس کانفرنس کے انعقاد کی اجازت دے دی جائے [illegible] کے [illegible] افسروں کے [illegible] ہے [illegible] مسٹر [illegible] کی [illegible] میں [illegible] قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے [illegible] تقریر میں یہ الزام عائد کیا کہ [illegible] کے قتل کے واقعہ میں جو گذشتہ اکتوبر میں ہوا تھا۔ احمدیوں کا ہاتھ ہے۔ اگلے روز [illegible] خان اجلاس میں شریک ہوئے اور انہوں نے مختصر سی تقریر کی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے حسب دستور طویل تقریر کی جس کے دوران میں انہوں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اس بیان کا حوالہ دیا۔ کہ قیام پاکستان کے بعد برصغیر کو از سرنو متحد کرنے کی مساعی عمل میں لائی جائیں۔ انہوں نے کہا یہ غداری ہے۔ پھر کہا ایک غدار [illegible]

مثال پر عمل

مسٹر چیمہ کی مثال پر عمل کرتے ہوئے مظفر گڑھ کے ڈپٹی کمشنر ۲۸ اور ۲۹ فروری کو مظفر گڑھ کی دفاع کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اور ڈپٹی کمشنر گجرات نے اپنے ضلع میں ایک ایسے ہی اجلاس کی صدارت کے لئے درخواست کی جو مسترد کر دی گئی۔ مسٹر چیمہ کا اپنے طرز عمل ان کے حکومت کے درمیان طویل مراسلات کا موجب بنا۔ حکومت نے اسے پسند نہ کیا۔

۲۲ نومبر ۱۹۵۱ء کو مسٹر بشیر احمد امیر جماعت احمدیہ لاہور نے چیف سیکرٹری کے نام ایک مراسلہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی اس اشتعال انگیز تقریر کے خلاف شکایت کی جو انہوں نے گذشتہ ستمبر میں لاہور میں کی تھی۔ اس مراسلہ میں انہوں نے اس طرف توجہ دلائی۔ کہ جماعت احمدیہ نے میلاد النبیؐ کے موقعہ پر ملتان اور لاہور میں سیرۃ النبیؐ کے دو جلسوں کا اہتمام کیا۔ جن میں تقریر کرنے کی دعوت تمام فرقوں کے مقررین کو دی گئی لیکن ان جلسوں میں رکاوٹ ڈالی گئی۔ انہوں نے لکھا تھا۔ کہ قائد ملت کا واقعہ قتل شیعہ۔ سنی تنازعات۔ اور عیسائیوں پر حملے مذہبی رواداری کے فقدان کے مظاہرے ہیں۔ اگر اس چیز کو دبایا نہ گیا۔ تو یہ اس قدر وسعت اختیار کرے گی جو غالباً نظم و نسق چلانے والوں کے لئے دردِ سر بن جائے گی۔ انہوں نے کہا۔ کہ ریاست کے ہر شہری کو اپنا عقیدہ رکھنے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کرنے کا حق حاصل ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ اس معاملے میں بالکل واضح پالیسی بنائے۔ اور اس پر عمل کیا جائے۔ انہوں نے شکایت کی۔ کہ یا تو اس معاملے میں حکومت کی کوئی پالیسی ہی نہیں ہے۔ یا جو افسر اس پالیسی کو جامۂ عمل پہنانے پر مقرر ہیں۔ وہ اس بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچ رہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ اس پوزیشن کا پوری طرح جائزہ لینے کا اہتمام کرے

اس درخواست پر چیف سیکرٹری نے انسپکٹر جنرل پولیس خان قربان علی خان سے تبصرہ کرنے کو کہا۔ انہوں نے ایک مختصر مگر واضح نوٹ لکھا۔ جس میں یہ کہا۔ کہ انہیں مسٹر بشیر احمد کی شکایت کے لفظ لفظ سے اتفاق ہے۔ انہوں نے کہا۔ مذہبی عقائد و ایمان سے بالکل قطع نظر حکومت کا یہ واضح فرض ہے۔ کہ وہ جارحیت سے ہر شخص کی حفاظت کرے۔ یہ بات اسی صورت میں ممکن ہے جب سخت گیرانہ پالیسی اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے اور اضلاعی حکام کو واضح ہدایات بھیج کر کہا جائے کہ ان پر جس قدر جلد ہو سکے عمل ہو تو عوام اور حکام دونوں کے لئے بہتر ہو گا۔

بے اثر تنبیہ

انہیں دنوں میں سپرنٹنڈنٹ پولیس مظفر گڑھ نے اپنی ہفتہ وار خفیہ ڈائری میں ہفتہ مختتمہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۱ء کے تحت ایک اور واقعہ کی رپورٹ بھیجی اس رپورٹ میں کہا گیا تھا۔ کہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو علی پور میں مجلس احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام ہوا جس میں صرف سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کی۔ بخاری نے دوران تقریر میں یہ الزام عائد کیا۔ کہ مرزائیوں نے تقسیم کو رضاکارانہ طور پر تسلیم نہیں کیا۔ انہیں برصغیر کے ایک بار پھر متحد ہونے کی توقع ہے۔ وہ پاکستان کے غدار ہیں۔ اور بھارتی جاسوسوں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ لاہور میں ایک مرزائی جاسوس پکڑا گیا ہے جو بھارتی جاسوس گوپال داس کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا۔

اس رپورٹ کا مسٹر جنداں بخش ایس۔ پی (سی) نے نوٹس لیا۔ انہوں نے یہ ڈی۔ آئی۔ جی کے پاس اس تبصرہ کے ساتھ بھیج دی کہ پہلے ماسٹر تاج الدین صدر مجلس احرار اور پھر مولوی مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری مجلس احرار کو جو تنبیہ کی گئی۔ اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ڈی۔ آئی۔ جی مسٹر انور علی نے ۷ نومبر ۱۹۵۱ء کو پھر ایک اور طویل نوٹ لکھا جس میں ان تنبیہات کا ذکر کیا گیا۔ جو گورنر چیف سیکرٹری، مشیر قانون اور آئی۔ جی پولیس نے وقتاً فوقتاً شیخ حسام الدین اور دوسرے احراری رہنماؤں کو کی تھیں۔ انہوں نے اوکاڑہ میں احرار کی ان غیر ذمہ دارانہ تقریروں کا بھی تذکرہ کیا۔ جن کے باعث بعض احمدی مبلغوں کا منہ کالا کیا گیا تھا۔ اور ایک احمدی کو جان سے مار ڈالا گیا تھا۔ انہوں نے حسب ذیل تجویزیں پیش کیں۔

(۱) ایک دو ایسے احراری رہنماؤں کی زبان بندی کا حکم صادر کر کے انہیں پبلک جلسوں میں تقریر کرنے سے روک دیا جائے۔ جو طبقاتی منافرت پھیلا رہے ہیں۔

(۲) اگر ایسا نہ ہو تو ان رہنماؤں کو ان کے مواضع میں نظر بند کر دیا جائے۔ اور حکومت کی سابقہ اجازت کے بغیر وہاں سے کہیں اور جانے کی اجازت نہ دی جائے

(۳) فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے الزام میں ان پر دفعہ ۱۵۳۔ الف کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔

انہوں نے آخر میں یہ لکھا کہ جب تک کوئی سخت کارروائی نہیں کی جاتی۔ احراری رہنماؤں پر کسی شریفانہ معاہدہ کا اثر نہیں ہو گا۔

انسپکٹر جنرل کی سفارشات

جب یہ کیس مسٹر قربان علی خان کے پاس پہنچا۔ تو ۱۲ نومبر ۱۹۵۱ء کو انہوں نے صورت حال کا تجزیہ کیا۔ اور یہ لکھا کہ احرار کے طرز عمل نے ان کے خلاف سخت کارروائی کا پورا جواز بہم پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے شیخ حسام الدین کو جو تنبیہ کی تھی اس کا احرار پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی تنبیہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ احرار من حیث الجماعت باز بھی آجائیں تو بخاری جنہیں بس احمدیوں کو گالیاں بکنا ہی آتا ہے۔ باز نہیں آ سکیں گے۔ وہ ناقابل اصلاح ہیں۔ انہوں نے خود اپنا خیال ان لفظوں میں بیان کیا:

"اس لئے جب تک انہیں (بخاری کو) عوامی جلسوں میں شرکت سے روکا نہیں جاتا جہاں وہ برسر عام گالیاں دے سکیں۔ تو وہ احمدیوں کے خلاف جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ یا اس سے بدتر باتیں کہنے سے باز نہیں آئیں گے۔ اگر انہیں عوامی جلسوں میں شریک ہونے یا تقریر کرنے سے روک دیا جائے تو نہیں اور ان کی جماعت کو از سر نو زندہ ہونے کے لئے ایک پلیٹ فارم مل جائیگا۔ اگر انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ تو ان کی جماعت جو اس وقت مر رہی ہے پھر توانائی حاصل کرے گی۔ سب اس بات کا جائزہ لینا ارباب اقتدار کا کام ہے کہ دونوں برائیوں میں سے کونسی کم تر ہے۔ یہ فیصلہ کر لینے کے بعد احرار سے پوری سختی کا سلوک کرکے یا تو اس [illegible] کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ یا انہیں احمدیوں کے خلاف اس خطرناک گند اچھالنے اور بلا ضرورت پروپیگنڈے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ ذاتی طور پر میں پہلا طریق کار اختیار کروں گا۔ میرا یہ [illegible] صرف احرار کو دبا دے گا۔ بلکہ قوم میں زیادہ روادارانہ کردار کی تعمیر کرنے میں مدد دے گا۔

یہ کیس چیف سیکرٹری کے پاس آیا جنہوں نے اسے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کر دیا تاکہ وہ چیف سیکرٹری کی موجودگی میں آئی۔ جی اور ڈی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ڈی کی بات سن کر اس معاملہ کا فیصلہ کر سکیں۔ وزیر اعلیٰ کے سیکرٹری نے یہ فائل اس نوٹ کے ساتھ واپس کر دی۔ کہ وزیر اعلیٰ احراری رہنماؤں سے بات چیت کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ یہ گفت و شنید جب تک ختم ہو لے اس وقت تک کسی کارروائی کی احتیاج نہیں۔

احمدیوں کا ایک وفد ۱۰ دسمبر ۱۹۵۱ء کو چیف سیکرٹری سے مسٹر بشیر احمد کی شکایت کے سلسلہ میں ملا۔ مسٹر ایس عالمگیر نے جو اس موقعہ پر موجود تھے ملاقات کی تفصیلات پر ایک نوٹ قلم بند کر کے ۱۲ دسمبر ۱۹۵۱ء کو چیف سیکرٹری کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے اس امر کی طرف توجہ دلائی۔ کہ احرار احمدی تنازع روز افزوں ترقی پر ہے اور اس میں مزید اضافہ کا امکان ہے۔ حکومت کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس اہم مسئلہ کے متعلق واضح اور قطعی پالیسی بنائے کیونکہ یہ امن و قانون اور نظم و نسق پر شدید اثرات کا حامل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے چیف سیکرٹری کو مشورہ دیا۔ کہ وزیر اعلیٰ مجلس احرار کے رہنماؤں سے گفت و شنید سے قبل چیف سیکرٹری آئی جی پولیس اور ڈپٹی ہوم سیکرٹری پر مشتمل افسروں کی ایک میٹنگ بلائیں۔ لہٰذا ۱۶ دسمبر ۱۹۵۱ء کو وزیر اعلیٰ، چیف سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس، اور ڈپٹی ہوم سیکرٹری نے ایک میٹنگ کی۔ اور کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے نام ایک باقاعدہ مراسلہ میں انہیں یہ ہدایت کرنے کا فیصلہ کیا۔ کہ احرار اور احمدیوں کو اپنے اپنے جلسے کرنے کا موقعہ دینے کی غرض سے سخت [illegible] اقدامات کئے جائیں۔ اور یہ بندوبست کیا جائے کہ کوئی سی جماعت بھی تشدد سے کام نہ لے سکے۔ لہٰذا ۲۱ دسمبر ۱۹۵۱ء کو حسب ذیل ہدایات تمام ڈپٹی کمشنروں کو بھیجی گئیں۔

سیالکوٹ میں احرار نے جلسہ سے واپس آنے والے احمدیوں پر سنگ باری کی

ڈپٹی کمشنروں کو ہدایات

"جیساکہ آپ کو علم ہے، کچھ دیر سے اس صوبے میں احرار احمدی نزاع بڑھ رہی ہے اور حال ہی میں ذاتی تشدد کے بعض واقعات ہوئے ہیں۔ جن سے نظم ونسق چلانے والوں کو سخت تشویش لاحق ہوتی ہے۔ حکومت یہ مضبوط پالیسی اختیار کئے رہی ہے کہ کسی گروہ یا فرقہ کے لئے اپنے مخصوص مذہبی عقائد کے مطابق عمل کرنے پر ناروا پابندیاں عائد نہ کی جائیں۔ اور اس معاملے میں مختلف جماعتوں کے مابین کسی قسم کا امتیاز نہ رکھا جائے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ مذہبی نزاعوں کی حوصلہ شکنی کی جائے یا کم از کم انہیں امن عامہ کے لئے خطرہ نہ بننے دیا جائے۔ یہ مراسلہ خاص طور پر اس غرض کے لئے لکھا جارہا ہے کہ اضلاعی حکام کی توجہ احرار اور احمدیوں کے جلسوں کی طرف مبذول کرائی جائے۔ حکومت محسوس کرتی ہے کہ اضلاعی حکام خبردار رہتے ہیں۔ اور بروقت انتناعی تدابیر نافذ کرسکتے ہیں۔ اس وجہ سے احرار اور احمدیوں کا ایک دوسرے کے جلسوں کو درہم برہم کرنے کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے۔ تصادم صرف ایسے مقامات پر ہوئے ہیں۔ جہاں مقامی حکام سخت گیری نہ کرسکے یا متعلقہ فریقوں کی دراستی اور غلط روی کا ٹھنڈے دل سے محاسبہ کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اگر دونوں فریقوں میں کوئی امتیاز ملحوظ رکھے بغیر یکساں انصاف اور سخت گیری سے کام لیا جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کے ایک فرقے کی جانب سے دوسرے فرقے کے خلاف بدگوئی کا یہ بڑھتا ہوا خطرہ اچھی طرح قابو میں نہ آئے۔"

احمدیوں پر پتھراؤ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ ۱۶ و ۱۷ فروری ۱۹۵۲ء کو خود اپنے میدان میں اپنی تبلیغی کانفرنس منعقد کرنا چاہتی تھی۔ لیکن احرار نے اس جلسے پر پابندی عائد کرانے کی حتی المقدور پوری کوشش کی مگر یہ مساعی ناکام رہیں۔ تو وہ بڑے سے ہجوم کے ہمراہ جلسہ گاہ کی طرف "ختم نبوت زندہ باد" "مرزائیوں کا جلسہ بند کرو" "کفر کا جلسہ بند کرو" کے نعرے لگاتے ہوئے چلے۔ اور پولیس کا گھیرا توڑنے کی کوشش کی۔ چونکہ ڈپٹی کمشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فساد کی اطلاع پہلے سے موصول ہونے کے باعث موقع پر موجود تھے۔ اسلئے احرار اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اور احمدی جب جلسے سے لوٹ کر آرہے تھے۔ تو احرار نے ان پر پتھر پھینک کر دل کو تسلی کرلی۔ اس واقعہ میں پولیس کے دو سپاہی زخمی ہوئے۔

احرار نے ۲۴ و ۲۵ مارچ ۱۹۵۲ء کو سرگودہا میں ایک "استحکام پاکستان احرار کانفرنس" منعقد کی۔ چونکہ اس کانفرنس میں جو کچھ ہوا وہ مرکزی اور صوبائی حکومت کے مابین مراسلت کا موضوع بنا۔ اور ایسے واقعات کا اعادہ روکنے کے لئے بعض فیصلے کئے گئے۔ اس لئے یہ تفصیلی تذکرہ کا حقدار ہے۔ اس کانفرنس سے تعلق رکھنے والے واقعات کی پوری تفصیل میمورنڈم نمبر C/۸۷-۳۸۵ مورخہ ۱۸ مارچ میں مذکور ہے۔ یہ میمورنڈم جو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ڈی۔ آئی۔ جی (سی۔ آئی۔ ڈی) پنجاب کو بھیجا تھا۔ درج ذیل ہے۔

"سرگودہا کے احرار نے یہاں ۲۴ اور ۲۵ مارچ کو ایک کانفرنس کی جس کا نام "استحکام پاکستان احرار کانفرنس" مشتہر کیا گیا۔ یہ کانفرنس سرگودہا کے ایک کتب فروش مولوی محمد عبداللہ احراری کی تجویز پر اور انہی کے اہتمام سے ہوئی تھی اس میں تقریریں کرنے والوں میں سے میانی کے مولوی عبدالرحمان، مولوی محمد علی جالندھری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری سب سے اہم ہیں۔ مولوی محمد علی جالندھری نے دوران تقریر میں کہا۔ مرزائی زندیق ہیں۔ اور شریعت میں زندیق کی سزا قتل ہے۔ ایک اور مقرر چوہدری محمد شریف بہاولنگری نے دوران تقریر میں کہا مسلمانوں کو غازی اور نمازی دونوں ہونا چاہیئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے دوران تقریر میں کہا سر ظفر اللہ خان مسئلہ کشمیر کو جان بوجھ کر کھٹائی میں ڈال رہے ہیں۔ اور پاکستان اور افغانستان کے مابین تلخی کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے حاضرین کو مشورہ دیا کہ وہ جلوس نکال کر سر ظفر اللہ خاں کی برطرفی کا مطالبہ کریں۔ انہوں نے حاضرین سے یہ نعرے لگانے کو کہا "مرزائیت مردہ باد" "سر ظفر اللہ مردہ باد" "مرزا بشیر الدین مردہ باد"

اس کانفرنس میں جو قراردادیں منظور ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ مرزائی فرقے کو اقلیت قرار دیا جائے۔ اور مرزائی سرکاری ملازموں کو تمام کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے۔ کیونکہ وہ اپنے خلیفہ کے زیر ہدایت علیحدہ تنظیم قائم کررہے ہیں۔ اور مرزائیت ملک کے لئے خطرناک ثابت ہورہی ہے۔

استحکام پاکستان احرار کانفرنس میونسپل گارڈن میں ۲۴ اور ۲۵ مارچ کو منعقد ہوئی اول دونوں دن اس کے حاضرین کی تعداد ہزار اور دو ہزار کے بین بین تھی۔

نقص امن کا اندیشہ

میں نے ۲۴ اور ۲۵ مارچ کو پولیس کے انتظامات کئے کیونکہ نقص امن کا خدشہ تھا اور مقامی احمدیوں نے اس مضمون کی درخواست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کر رکھی تھی۔

سرگودھا کے احرار نے جمعہ کے بعد شہر میں جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔ یہ اقدام سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد عبداللہ احراری کے اس فیصلے پر عمل کا نتیجہ تھا جو کانفرنس میں کیا گیا۔ اور جس میں طے پایا تھا۔ کہ مرزائیت سر ظفر اللہ اور خلیفہ قادیان کے خلاف نعرے لگائے جائیں۔ میں جب دوپہر کو دورہ سے لوٹا تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مجھ سے ٹیلیفون پر کہا کہ میں شہر میں پولیس کے مناسب انتظامات کردوں۔ میں فوراً پولیس کا عملہ اکٹھا کرکے اسے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر شہر میں لے گیا۔ خان عبدالہادی خان ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حسب ہدایت وہاں پہنچ گئے۔ میں پولیس کے دستے سمیت مسجد گول چوک کے قریب پہنچا تو احرار کا ایک جلوس کچہری بازار کی جانب سے آیا۔ اس جلوس کی قیادت مولوی محمد عبداللہ احراری، مولوی صالح محمد متعلم سراج العلوم اور ایک مقامی اخبار "شعلہ" کے مدیر عبدالرشید اشک کررہے تھے جلوس کے لوگ جامع مسجد سے جمعہ پڑھ کر آئے تھے۔ ان کی تعداد دوسو تھی۔ میں نے مولوی محمد عبداللہ احراری، مولوی صالح محمد اور عبدالرشید اشک سے کہا کہ وہ جلوس کی قیادت نہ کریں کیونکہ اس سے نقص امن کا اندیشہ ہے۔ لیکن انہوں نے میری بات کی پرواہ نہ کی اور جلوس لے جانے پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔ یہ تو صرف سر ظفر اللہ خان، مرزائیت اور امام جماعت احمدیہ کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے نکالا گیا ہے۔ میری نصیحت اور تلقین کے باوجود یہ تینوں اپنے پیروکاروں کو "سر ظفر اللہ مردہ باد" "مرزا بشیر الدین محمود مردہ باد" اور مرزائیت مردہ باد کے نعرے لگانے کو کہتے رہے۔ ان کے پیروکاروں نے یہ نعرے پورے زور شور سے لگائے۔ اور ان میں سے بعض کودتے اور تالیاں بھی بجاتے رہے۔ جلوس جیسے جیسے بڑھتا گیا۔ اسکے افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا